رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶

ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا اکیلا اخبار

مقاصد

۱- اسلام کی خوبیوں اور برکات
مذہب پر اسکی حقیقت
۲- آریوں اور عیسائیوں
۳- الزامات کی گرد و غبار کو اسلام
عقلی و نقلی دور کرنا۔
۴- حضرت بانوانا مالک رحمت
میں پہچانا اور انہیں
۵- گورنمنٹ برطانیہ کی
۹- ذلیقعدہ

اشاعت ۱۹۱۸ء

KHILAFAT LIBRARY

جلد ۹ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ ووان | نمبر ۲۱

کتنے دوستوں نے اپنا فرض ادا کیا

۳۰ اگست کے اخبار میں بتلایا گیا تھا کہ اسوقت تک صرف ۳۲ دوستوں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ اور اب اس کے بعد صرف حسب ذیل دوستوں نے اپنے فرض کی طرف توجہ فرمائی:- چوہدری نصر اللہ خانصاحب سب اور سیر عنہ ۱۰
ڈاکٹر دت صاحب بعوہ ۸ ، منشی برکت علی صاحب عہ - جناب عبد الصمد خانصاحب سرگودھا ۸
چوہدری غلام حسین صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر ۸ ، جناب عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر عنہ ۱۰
میزان ۸۰ عہ ۵۲ میران سابقہ ۲۱۶ کل ۲۳۶ اور کتنا چاہیئے ۴۶۳ ۵۲۷

خرید کتب و نئے خریدار ۔ مولوی عمر الدین صاحب کاوی نے ۳ کی کتابیں خریدیں
جناب عبد الرحمن صاحب انبالہ نے تین خریدار دیئے
چوہدری خیر الدین صاحب کاوی - پہلی تو واپس آچکا ہے - اور باقی دو ڈاک خانہ کی سیر کر رہے ہیں - دیکھیں ان کا کیا حشر ہو - جناب برادر عبد الرحیم صاحب احمدی کلکتہ سے پانچ خریدار دیتے ہیں - جن میں سے ایک کی قیمت وصول ہو چکی - اور باقی تا حال وصول نہیں ہوئے - مگر مجھے برادر عبد الرحیم صاحب کی لگن سے ہر طرح توقع ہے - کہ نہ صرف ان چار خریداروں کی قیمت ہی وصول ہو جائیگی - بلکہ برادر عبد الرحیم صاحب اور خریدار پیدا کرنے میں بھی سعی بلیغ سے کام لیں گے - گویا ابھی تک ۱۴ ہمدردوں نے اس نازک وقت میں نور سے عملی ہمدردی کا ثبوت دیا - باقی ۳۵۹ خریداروں نے تا حال اس نازک وقت میں کوئی ہمدردی کا ثبوت نہیں دیا - شاید ان کے دل میں یہ خیال ہو - کہ جب نور بند ہو جائیگا - اسوقت ہم ہمدردی کا ثبوت دینگے - پیار و بعد کی ہمدردی کا کیا فائدہ - یہی وقت ہمدردی کا ہے - نور کو زندہ رکھنے کے لئے باقی ۸ عہ ۴۶۳ روپے کی اشد ضرورت ہے - اور یہ پورا بھی آپ ہی دوستوں نے کرنا ہے - اگر آپ نے اس نازک وقت میں نور سے ہمدردی کا ثبوت دیا تو نور زندہ رہیگا ورنہ آپ دوستوں کی سرد مہری سے مجبوراً چھاتی پر پتھر رکھکر نور کو آخری سلام کہنا پڑیگا - دوستو کیا نور کا بند ہونا قومی وقار کو بڑھا دے گا - خدارا آپ اس سوال پر غور کریں +

نور کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا خاص اعلان

شیخ محمد یوسف صاحب :-
(السلام علیکم - (یہ میری عبارت اپنے اخبار میں اور دیگر اخبارات میں چھپوا دیں)
برادران - السلام علیکم - ایڈیٹر صاحب نور کی اپیل آپ لوگوں نے پڑھی ہوگی - اسلام کی کرنیوالے لوگوں کی اعانت ہر ایک احمدی کا فرض ہے - اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ نور اپنا کام خوب اچھی طرح سے کر رہا ہے +
میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اپنی فرض شناسی سے غافل نہیں رہیگی ہر ایک احمدی نور اور دیگر اخبارات اور رسالہ جات کی اشاعت کی ترقی کو اپنا فرض خیال کریگا - سر دست میں بھی پانچ اخبارات کی قیمت اپنے ذمہ لیتا ہوں - اس رقم کو اسطرح خرچ کیا جاوے - کہ اس سے چند ایسے غیر مسلموں کے نام جو چھ آنہ سالانہ اخبار کی قیمت دینے کے لئے تیار ہوں - اخبار نور سال بھر کیلئے جاری کیا جاوے +
فی الحال میرے مذکورہ بالا مضمون کو آپ شائع کریں - بعد میں میں کچھ بالتفصیل بھی لکھوں گا +

خاکسار مرزا محمود احمد

شیخ محمد نصیب کی اہتمام سے قادیان میگزین پریس میں چھپکر شیخ محمد یوسف کیلئے شائع ہوا

چلو چب تو ہو گیا

KHILAFAT LIBRARY

ایک مشہور حرب المثل ہے۔ ؎

جسے پیا چاہے وہی سہاگن گوری ہو یا سانولی

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ آج ہندوستان میں صرف نور ہی ایک ایسا اخبار ہے۔ جو سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے فرض کو کما حقہ ادا کر رہا ہے۔ آج بچہ بچہ اس امر کا شاہد ہے۔ اس سے بڑھکر اور کوئی زبردست شہادت نہیں ہو سکتی کہ ایک دشمن سے دشمن بھی صداقت کا اعتراف کرے اور گواہی دے کہ آج نور بے شک سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے فرض کو کما حقہ ادا کر رہا ہے۔ اگر آپ یہ دیکھنا چاہتے ہیں تو دنیا میں یہ بینظیر ریکارڈ صرف آپ کو نور کے لئے ہی ملیگا۔ کہ جس میں سکھوں کے متعلق زبردست مضامین کی آریوں نے تعریف کی ہو اور آریوں کے متعلق معرکۃ الآرا مضامین کی سکھ صاحبان نے قدر کی ہو۔ اور ہر دو مخالفین نے نور کے مضامین کو اپنے لیڈنگ کالمز میں جگہ دی ہو۔ یہ سب کچھ ہے۔ اور آج ایک مخالف دنیا پکار پکار کر اس امر کا اعتراف کر رہی ہے۔ مگر اس امر کا کیا علاج کہ نور کے خریداروں کی نظر میں یہ باتیں کوئی خاص وقعت نہیں رکھتیں۔ اور مجھے اپنے قدردانوں کی قدردانی کا نمونہ دیکھتے ہوئے درد بھرے دل سے آہ فلک دوز کھینچکر ایک پنجابی شاعر کا یہ مصرع بیساختہ زبان سے نکل جاتا ہے ؎

اکھیاں جل بھریاں بے قدراں نال لایاں

شاعر کہتا ہے۔ میری آنکھیں ہر وقت آنسوؤں سے بھری رہتی ہیں۔ مگر کیا فائدہ جبکہ اس کے دیکھنے والا بے قدر ہے۔ یعنی جس کی یاد میں یہ آنکھیں آنسوؤں کا مینہ برساتی ہیں۔ جب اس کو اس کا خیال تک بھی نہیں۔ خدا جانے شاعر نے کس حالت میں یہ مصرع کہا ہوگا۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج نور کی حالت پر یہ مصرع بالکل ٹھیک بیٹھتا ہے۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید شاعر نے میرے ہی لئے یہ مصرع کہا تھا۔ کون نہیں جانتا کہ خاکسار ایڈیٹر نور نے سکھوں اور آریوں کے لٹریچر کے متعلق وہ وہ مفید سے مفید ترین معلومات بہم پہنچائے ہیں۔ کہ جن کی خوبیوں اور معقولیت کا آج دشمن سے دشمن بھی اعتراف کرتا ہے۔ گویا سمجھو کہ میں نے سکھوں اور آریوں کے متعلق معلومات کا دریا بہا دیا ہے۔ مگر کیا فائدہ جبکہ وہی مصرع آنکھوں کے سامنے ہے ؎

اکھیاں جل بھریاں بے قدراں نال لایاں

میں ایک واقعہ بیان کر رہا ہوں اس سے کوئی بد فطرت یہ نتیجہ نہ نکالے کہ میں اپنے مسلمان ہونے کا کسی پر احسان جتلا رہا ہوں۔ میں مسلمان ہوا۔ اپنی عاقبت کے فائدہ کے لئے اور خدا کی خوشنودی کے لئے۔ کسی پر خشخاش بھر بھی احسان نہیں۔ اور نہ یہ میں کسی ذاتی بڑائی کے لئے بیان کر رہا ہوں۔ بلکہ تحدیث بالنعمت کے طور پر اور اس امر کو واضح کرنے کے لئے کہ اور تو اور دشمن کے دل میں بھی کس قدر رعب ہے۔

کچھ عرصہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک سکھ معاصر نے اپنے اخبار کے لئے مجھ سے کسی خاص مضمون کی درخواست کی میں نے وہ مضمون لکھ کر بھیجدیا۔ اس نے وہ مضمون اپنی اخبار میں چھاپدیا۔ اور اس کے بعد لگاتار معزز ہمعصر کے خطوط آتے رہے۔ کہ آپ اگر ایکدفعہ مجھے ضرور ملیں۔ کچھ دنوں کے بعد میں وہاں کسی کام کے لئے گیا۔ اور اس ہمعصر سے بھی ملا۔ رسمی سلام کے بعد سب سے پہلے جو بات پرنم آنکھوں سے سکھ ہمعصر نے کہی۔ وہ یہ تھی۔ کہ ہماری بڑی بدقسمتی ہے۔ کہ آپ جیسا لائق شخص ہم سے جدا ہو گیا +

اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اور تو اور خدا کے فضل سے ایک مخالف سے مخالف شخص کے دل میں بھی کیسا زبردست رعب ہے۔ مگر افسوس ہے تو یہ دوستوں نے نور کی قدر نہیں کی۔ اس وقت تک محض حسن ظنی کی بنا پر میرے دل میں ایک زبردست خیال بیٹھا ہوا تھا۔ کہ جب بھی ناظرین کے سامنے نور کی قابل رحم حالت کا نقشہ جائیگا۔ تو وہ نور جیسے مجاہد پرچہ کی اعانت کے لئے دامے درمے قدمے سخنے دریغ نہ کریں گے یہ دل میں ایک زبردست خیال تھا۔ مگر افسوس کہ یہ خیال محض خیال ہی ثابت ہوا نور کی قابل رحم حالت کا نقشہ نہایت ہی وضاحت کے ساتھ دوستوں کے سامنے رکھا گیا۔ مگر افسوس کہ بہت ہی کم دوستوں نے اس طرف توجہ کی۔ اور دوستوں کی اس سرد مہری نے میری رہی سہی کمر کو بھی توڑ دیا۔ خیر یہ تجربہ تو ہو گیا۔ کہ دوستوں کو نور سے کسقدر محبت ہے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ سب ایک لاٹھی سے ہانکنے کے قابل ہیں۔ نہیں۔ ایسا نہیں۔ بعض بیچاروں نے تو نور کی قابل رحم حالت کو سنکر فی الفور اپنے فرض کو ادا کیا۔ مگر ابھی بیشتر حصہ ایسا ہے جن کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ ابھی صرف سو میں سے نو نے اپنے فرض کو ادا کیا ہے۔ اور سو میں سے ۹۱ پر یہ فرض جوں کا توں ہی ہے۔ وہ بھی بہت جلد اپنے فرض کو ادا کریں۔ کیونکہ اس سے زیادہ نازک وقت نور پر نہیں آئیگا۔ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر آپ اس آڑے وقت میں مدد نہیں کرینگے۔ تو پھر مجبوراً اخبار

کو بند کر دیا جائیگا۔ مگر یہ بھی یاد رکھو۔ اور اسے لکھ لو۔ کہ قوم سکھوں اور آریوں کے بالمقابل ایک زبردست طاقت کو کھو دیگی۔ اور قوم کا یہ فعل اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑا چلانے کا مصداق ہوگا +

آپ نے دیکھ لیا کہ حضرت نے نور کے لئے کیسی زبردست سفارش فرمائی ہے۔ کیا میرے لئے یہ کچھ کم فخر کا موجب ہے۔ کہ حضرت نے نور کے متعلق یہ لکھا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نور بہت اچھا کام کر رہا ہے۔ اور ایسے پرچہ کی مدد کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ اور صرف اس پر ہی حضور نے اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ پانچ خریداروں کی قیمت اپنے ذمہ لی۔ اگر اب بھی قوم توجہ نہ کرے۔ تو پھر مجھے قوم پر کیا افسوس +

دوستو! آپ اسے معمولی بات نہ سمجھیں یہ نور کی زندگی اور موت کا سوال ہے ابھی وقت ہے۔ اگر آپ بچانا چاہیں۔ تو نور کو بچا سکتے ہیں۔ اور جب نور آپ کی لاپرواہی سے بند ہو گیا۔ تو پھر بعد میں آپ کا افسوس کسی کام نہیں آئے گا۔ یہی وقت ہے اعانت کا۔ اس وقت نور کے زندہ رکھنے کے لئے کم از کم ایک ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ جس میں ۲۳۶ روپیہ وصول ہو چکا ہے۔ ۸۰۰ روپیہ باقی ہے +

اگر دوست نور کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ تو یہ رقم پوری کر دیں۔ ورنہ ان کی مرضی۔ اللہ تعالےٰ نے جنہیں توفیق اور حوصلہ دیا ہو۔ وہ اپنی گرہ سے مدد کریں۔ ورنہ جسقدر ممکن سے ممکن خریدار پیدا کر سکتے ہیں۔ کریں۔ غرضیکہ اس وقت نور پر بڑی مشکل کا وقت ہے۔ اور ہر ایک وہ شخص جسے اسلام سے کچھ بھی محبت ہے۔ وہ اس وقت نور جیسے مجاہد پرچہ کی اعانت کو اپنا ضروری فرض سمجھ لے۔

والسلام

خاکسار

محمد یوسف ایڈیٹر نور

شذرات

آریہ سماج میں مردم پرستی کی خوفناک حالت

آریہ مسافر آگرہ کا ایک نامہ نگار آریہ سماج کی موجودہ حالت کا فوٹو کھینچتا ہوا۔ دلی رنج واندوہ سے رقمطراز ہے۔ کہ "اف مردم پرستی کا کسقدر بازار گرم ہے۔ وہ شخص جو کل دیرک ہاتھوں پر کلہاڑا چلاتا ہو۔ وہ شخص جو سماج کے مسایل کے خلاف آواز اٹھاتا ہو۔ وہی آریہ سماج کا گورو مانا جاوے۔ اسکی گاڑی آدمیوں کے بچے کھینچیں۔ اس کے جلوس نکلیں۔ اف مردم پرستی کی کیا گھنونی مثال ہے"

آریہ سماج شدھ کرتا ہے مگر مساوات نہیں دیتا

آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ ضلع گورداسپور اور کچھ حصہ جموں میں تقریباً پچاس ہزار اشوت اقوام کو آریہ بنایا گیا تھا۔ مگر آریہ سماج نے بعد میں خیر نہ لی۔ اس لئے یہ نو آریہ آریہ سماج سے بددل ہو رہے ہیں"۔ بددل ہو جانا یقینی امر ہے۔ محض سر منہ مونڈنے اور چند وید منتر پڑھ لینے سے کبھی وہ غرض پوری نہیں ہو سکتی جسے اچھوت کے قلوب پر فتح کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس کے لئے مساوات کی ضرورت ہے کہ نو واردوں کو اپنے گوشت کا پوست سمجھا جائے۔ اور یہ بات سوائے اسلام کے دیگر ادیان میں نایاب ہے۔ اس کے لئے بزرگان اسلاف کی نمونوں کی ضرورت ہے۔ اور سوائے اسلام کے ہمیں اور کہیں ایسے نمونے نہیں ملتے۔

KHILAFAT LIBRARY

عیسائی کس طرح کام کر رہے ہیں

پچھلے دنوں امریکہ کے ایک بڑے شہر میں مسیح کانفرنس ہوئی جس میں یہ بتلایا گیا کہ دیگر ممالک میں کس طرح اشاعت کیجائے۔ تو اس موقع پر ربورنڈ بیڈلے نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ عوام الناس میں اشاعت کا نتیجہ یہ ہوا کہ پچھلے پانچ سال میں ہندوستان میں ہر مہینہ دس ہزار کی اوسط سے لوگ پراٹسٹنٹ عیسائی ہوتے رہے ہیں۔ اس عرصہ میں اس تحریک کی ہر گرمی دوگنی ہو گئی ہے۔ صرف چار سال میں پانچ پراٹسٹنٹ مشنری سوسائٹیوں نے ۲۱۵۰۰۰ لوگوں کو عیسائی بنایا ہے۔ اس کے علاوہ ہزاروں اور لاکھوں ہیں جو انتظار میں ہیں۔ وہ عیسائی مذہب میں آنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم انہیں لے نہیں سکتے۔ پچھلے سال میں صرف ایک امریکن مشن بورڈ نے ایک لاکھ آدمیوں کو بپتسمہ دینے سے انکار کیا ہے۔ انہیں وہ لوگ شامل نہیں جنہیں عیسائی بننے پر مایل کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ خود وہ تیار ہیں"۔

مسلمانو غور کرو تم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوئے ہو کہ بس اب ہمیں اشاعت اسلام کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا مسیحی صاحبان کی یہ سرگرمیاں بھی آپ کی رگ غیرت کو جنبش نہیں دینگی۔ ہر مہینہ ہندوستان میں دس ہزار کے صرف ایک ہی مشن میں دس ہزار کا عیسائی ہونا کیا کچھ کم حیرت انگیز ہے۔ اس کے مقابلہ میں ہمارا کام کچھ بھی نہیں۔ ہندوستان میں کوئی انجمن ایسی نہیں جو خاص طور میں باقاعدہ تبلیغ کر رہی ہو۔ یقیناً جسقدر ہندو وغیرہ مسلمان بناتے ہونگے۔ خود بنتے ہونگے۔ اس سے کئی گنا زیادہ پیدایشی مسلمان مسیحی اور آریہ بناتے ہونگے۔ اس رد و کد کا نتیجہ اور نکاس زیادہ ہے اس لئے ہمارا خیمہ کہاں تک قائم رہ سکتا ہے +

سناتن دھرم پرچارک کی بلند پروازیاں

ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ اس وقت مسلمان۔ عیسائی۔ آریہ۔ سکھ وغیرہ یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ دنیا ہمارا ہی مذہب قبول کرے۔ ورنہ دنیا میں پھیلیگا تو صرف سناتن مذہب ہی۔ بہلا یہ شیش محلوں کے خواب نہیں تو اور کیا ہے۔ بت پرستی کے علاوہ جس مذہب کی یہ تعلیم ہو کہ دریا اٹک پار جانے اور سمندر کے سفر سے انسان ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور گنگا شو جی کی لٹوں سے نکلتی ہے۔ بھلا وہ مذہب کیونکر عام قبولیت حاصل نہیں کریگا۔ تو اور کونسا مذہب حاصل کر سکتا ہے۔ مگر ہمیں سناتن دھرم کے ایڈیٹر کے حوصلہ کی داد دینی چاہیئے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ ایڈیٹر سناتن دھرم پرچارک کا شیش محل کا خواب پورا ہو جائے +

بھس نوں اگ لگا جمالو دور کھڑی

اسوقت جبکہ ہر طرف امن کی ضرورت تھی آریہ گزٹ کے چلتے ایڈیٹر نے خواہ مخواہ دشمن جیسی بہترین تصنیف کے متعلق بے ہنگم اور بے سرا راگ الاپ کر امن عامہ میں خلل ڈالنے کی دل کھول کر کوشش کی مگر جب دوسری طرف سے ری ایکشن اور عمل واپسی شروع ہوا۔ تو اب

یہ بہادر آریہ پتر کاکی ڈال میں پناہ ڈھونڈتا ہے جس نوں اگ لگا جمالو دور کھڑی ہسی کو کہتے ہیں +

سکھوں کا گیارہواں گورو

بعض لوگوں کو بھی عجیب عجیب سوجھتی ہیں اہلو والیہ گزٹ میں ایک مضمون چھپا ہے۔ جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ سکھوں کا گیارہواں گرو سردار جسا سنگھ تھا۔ جس کو گورو گوبند سنگھ صاحب کے بعد ماتا سندری جی نے پانچ سال کی عمر میں گود میں لیا تھا۔ اور پالا تھا۔ اس وقت تک توہم یہی سنتے آئے تھے کہ گرو صاحب کا یہ حکم ہے۔

اکال پرکھ کے حکم سے پرگٹ چلانبو پنتھ
سب سکھن کو حکم ہے گورو مانیو گرنتھ

یعنی گورو گوبند سنگھ صاحب نے فیصلہ کر دیا کہ آئندہ کے لئے صرف گرنتھ صاحب ہی گورو تسلیم ہونگے۔ اب اس صریح فیصلہ کی موجودگی میں آہلو والیہ گزٹ کی دیدہ دلیری پر حیرت ہے۔ مگر افسوس کہ ابھی تک کسی سکھ معاصر نے اس پر کوئی روشنی نہیں ڈالی +

اخبار حق

اس وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ جو پنجاب پبلشنگ کمپنی کے اہتمام سے لاہور سے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ اس اخبار کا مقصد جنگ کی صحیح خبریں اور سفاک جرمن کے مظالم سے لوگوں کو آگاہ کرنا ہے۔ اس اخبار کے عمدہ ہونے کی اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ اس کے مدیر پنجاب کے مشہور اخبار نویس خاں صاحب عبدالعزیز خاں ہیں۔ لکھائی چھپائی کاغذ نہایت اعلےٰ۔ سالانہ قیمت عہ اور فی پرچہ ایک پیسہ۔ درخواستیں منیجر اخبار حق لاہور کے پتہ پر ہوں

چین میں عیسائی مذہب کسطرح جلد جلد پھیل رہا ہے

اس وقت ۵ لاکھ سے زاید عیسائی چین میں آباد ہیں ۱۸۷۸ مرکز ہیں۔ جہاں مستقل طور پر پادری لوگ اپنا کام زور و شور سے کر رہے ہیں۔ لیکن جہاں عیسائیوں کی طرف سے عبادت کا انتظام ہے۔ ان کی تعداد ۷۰۷۸ ہے۔ ۵۵۱۷ اجنبی مشنری اپنا کام کر رہے ہیں۔ اور ۲۲۶۰ چینی باشندے مشن اور کلیسیا کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ مشن کی طرف سے چین میں سکول جاری کئے گئے ہیں۔ انمیں ۱۵۱۲۹۰ طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ اور ۳۳۰ مشن شفاخانے ہیں۔ جن میں ۳۸۳ مشنری اور ۱۸ چینی ڈاکٹر کام کرتے ہیں۔ اصولاً جن چینی لوگوں نے عیسائی مذہب کی اشاعت کا معاہدہ کیا ہوا ہے۔ ایسے لوگوں کی تعداد ۱۰،۷ ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے۔ کہ ابھی اس میں رومن کیتھلک مشن شامل نہیں ہے۔ ان کے علیحدہ ۱۳۷ یورپین اور ۸۲۸ چینی پادری اور ان کے پیروؤں کی تعداد تقریباً ۱۸ لاکھ ہے۔ حالانکہ ہر دو کے عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مگر چین میں یہ دونوں ملکر کام کر رہے ہیں۔ جس سے ترقی کی رفتار اور بھی تیز ہو گئی ہے۔ ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ اسلام سے بڑھکر اور کوئی اچھا مذہب نہیں۔ مذاہب عالم میں سے اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں اشاعت اسلام کے لئے ہم جو کچھ کوشش کر رہے ہیں۔ اس کا جواب ہر ایک مسلمان اپنے دل سے لے سکتا ہے +

KHILAFAT LIBRARY

آریہ سماج کا آئندہ پروگرام

آجکل آریہ سماج بڑے زور شور سے میں یہ سوال پیش ہو رہا ہے۔ کہ آئندہ کے لئے بجائے اعلےٰ اقوام کے ادنےٰ اقوام میں زور شور سے کام شروع کیا جائے۔ آریہ سماج پہلے بھی ہندوستان کی ادنےٰ اقوام میں بڑے زور سے کام کر رہا ہے۔ سنا ہے کہ خاص ضلع سیالکوٹ میں تقریباً ۳۶ ہزار میگھوں وغیرہ کو آریوں نے اپنے ساتھ ملایا ہے۔ مگر اب آریہ سماج اس کام میں اور بھی زیادہ تیزی سے حصہ لینا چاہتی ہے۔ مسیحی لوگوں کو جو کامیابی ادنیٰ اقوام میں ہوئی ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے مگر افسوس کہ مسلمان تاحال ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ ادنےٰ اقوام میں کامیابی جو مسلمانوں کو ہو سکتی ہے۔ آریہ وغیرہ مذاہب کو قطعاً یہ کامیابی نصیب نہیں ہو سکتی۔ مگر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے سے کامیابی کیسے آجائے +

جگن ناتھ جی کی رتھ پر تین شخصوں کی قربانی

پوری سے خبر آئی ہے کہ رتھ یاترا کے جشن والے دن جب جگن ناتھ جی کا رتھ نکالا جا رہا تھا۔ اور جب وہ اس موڑ دار پل کے قریب پہنچا جو گنڈیچ مندر کے قریب واقعہ ہے۔ تو وہ غلط راستہ پر چلا گیا۔ کلکٹر صاحب پوری نے جو رتھ کے ہمراہ تھے۔ فوراً ایک جھنڈی اس غرض سے بلند کر کے ہلائی۔ کہ رتھ روکدیا جائے لیکن اس سے کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ چند جاتریوں کے بوجہ دب جانے کے سخت ضرب آئی اور تین اشخاص رتھ کے نیچے کچل گئے۔ انمیں سے ایک فوراً ہی مر گیا۔ اور دو تذبذب حالت میں ہسپتال میں پڑے ہیں +

آریہ سماج اور بدھوا بواہ

ہمصر ویدیش سورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۱۸ء میں ایک بدھوا بواہ کی خبر درج ہے۔ جو آریہ سماج دھچھووالی کی زیر اہتمام کر دیا گیا۔ وہ تمام اشخاص جنہوں نے سوامی دیانند کی تصنیفات کا مطالعہ کیا ہے۔ ایسی خبروں کو سنکر حیران رہجاتے ہیں۔ کیونکہ سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں بار بار بدھوا بواہ کی مخالفت کی ہے۔ اور اسے ویدوں کی تعلیم کی رو سے ناجائز قرار دیا ہے۔ رانڈوں اور رنڈوؤں کے لئے ستیارتھ پرکاش میں نیوگ کے سوا چارہ نہیں بتلایا گیا۔ اس کے باوجود آریہ سماج کے اہتمام میں بدھوا بواہ کا ہونا اس امر کی ایک دلیل ہے۔ کہ نیوگ قابل عمل مسئلہ نہیں ہے +

علیگڈھ کالج کی پست حالت

ہمصر البشیر یونیورسٹی الہ آباد کے نتیجہ امتحان ایف۔ اے پر رائے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے کہ سب سے اول نمبر نتیجہ کوئینس کالج بنارس کا ہے اس کے بعد مورلکر کالج اندور کا۔ اور تیسرا نمبر سینٹ جانس کالج آگرہ کا۔ اس موقعہ پر ناظرین سوال کریں گے۔ کہ آخر علی گڈھ کے مشہور کالج کا جس پر ہماری قوم کی بہترین مساعی خرچ ہوتی ہیں۔ جہاں ہم نے لاکھوں روپیہ خرچ کیا ہے۔ اور آج کل بھی خرچ کر رہے ہیں۔ جس کے انتظامات کی باگ ہندوستان کے چیدہ اکابر کے ہاتھ میں ہے۔ اس کا اس فہرست میں کونسا نمبر ہے جو بیس کالجوں میں جنمیں نہایت ادنےٰ درجہ کے کالج بھی ہیں۔ جن کا خرچ ہمارے کالج سے کم سٹاف ہے۔ ہمارے کالج کا نمبر تیسواں (۳۰) ہے۔ یہ حالت بھی خوشنما کالج کے لئے حد درجہ تاسف انگیز ہے۔ کیا ہماری بدقسمتی کی اس سے زیادہ واضح اور بین حالت پیش کیجا سکتی ہے +

تبدیل پتہ کیلئے چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف +

KHILAFAT LIBRARY

گائے خور کو سلام نہیں کرنا چاہیئے

ان پشوؤں کو مارنے والوں کو سب منشوں کی ہتیا کرنے والا سمجھا جائیگا۔ ستیارتھ طبع دوم صفحہ ۲۶۶ - **اردو ترجمہ** ان حیوانوں (یعنی گائے وغیرہ) کے مارنے والوں کو سب انسانوں کا مارنے والا سمجھنا چاہیئے۔

یہ تو شری سوامی دیانند صاحب کی رائے ہے۔ مگر اب ایڈیٹر آریہ گزٹ نے کمال ہی کر دکھلایا ہے۔ جس میں اس نے آریہ گزٹ مورخہ ۲ ساون کے صفحہ ۱۲ پر اپنے ناظرین کو یہ اُپدیش دیا ہے۔ (ایڈیٹر)

مرتے مرتے مر گئے لیکن نہ چھوڑا آن کو
آ کے دیکھو دوستو! تم راجپوتی شان کو

(۱)

مُرارپت:- بالک! آؤ چلیں۔

بالک:- کہاں۔ پوجنیہ پاد؟

مرارپت:- اوہو! شاہی دربار میں۔

بالک:- کس لئے؟

مُرارپت:- بادشاہ سلامت کے درشن کے لئے۔

بالک:- میں نہیں جاؤنگا۔

مُرارپت:- بادشاہ کے درشن اور صاف انکار۔

بالک:- ہاں۔

مُرارپت:- تمہیں ضرور جانا چاہیئے۔

بالک:- (غصہ سے غضبناک ہو کر) افسوس! افسوس!! صد افسوس!!! بے ادبی معاف! آپ بوڑھے ہو گئے۔ بال سفید ہو گئے۔ دانت گر گئے۔ بینائی جاتی رہی۔ مگر ابھی تک آپ کو عقل نہیں آئی پتہ نہیں لگا۔ کہ ہم کون ہیں؟

مہربان! ہم ہندو ہیں۔ ہندو! رام کرشن یدھشٹر ارجن کی اولاد ہیں۔ بھیشم کو تم کنادکے نام لیوا ہیں۔ اور پرتاپ کا راجپوتی خون ہماری رگوں میں موجیں مارتا ہے۔ گئو کی سیوا برہمنوں کی رکھشا ہمارا پرم دھرم ہے۔ اور گئو کی ہتیا کرنیوالوں کو راہ راست پر لانا ہمارا فرض مقدم ہے لیکن غضب ہے! غضب ہے!!

کہ آپ مجھے ایک بر ہم ہتیارے کی سلامی کے لئے ایک گئو گھاتک اور ظالم کے ادب کے لئے پریرنا کرتے ہیں؟

یہ الفاظ سنکر مُرارپت کا رنگ فق ہو گیا۔ ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اوسان خطا ہو گئے۔ اور کانپتا کانپتا شاہ جی کے پاس گیا۔ سارا ماجرا کہہ سنایا۔ دور اندیش شاہ جی نے سنا اور گھبرا گئے۔ لیکن جھٹ پٹ بالک کے پاس جاکر بولے۔

شاہ جی:- پتر یہ کیا؟ ایسا نہیں چاہیئے۔ وہ حاکم وقت ہے۔ اور حاکم وقت کی سیوا کرنا پرجا کا فرض اولین ہے۔ تمہیں ضرور آج دربار میں جانا چاہیئے۔

بالک:- بہت اچھا پتاجی۔

(۲)

دربار لگا تھا۔ خوب سج دھج تھی۔ بادشاہ سنہری روپہری تخت پر براجمان تھے۔ اراکین مجلس اپنی اپنی جگہ پر مقیم تھے۔ درباری کھڑے حمد و ثنا کے گیت گا رہے تھے۔ کہ اتنے میں شاہ جی اور مُرارپت اور بالک دربار میں گئے۔ شاہ جی اور مُرارپت نے پہلے زمین تک سر خم کیا اور پھر بڑے ادب سے اور تعظیم سے "سلام حضور عالی" کہا۔ مگر آزاد بالک بڑے کروفر سے بغیر کسی قسم کی اطاعت کا دم بھرنے اور کورنش بجالانے کے سیدھا اندر چلا گیا۔ یہ عالم دیکھ کر درباری لوگوں نے انگلیاں منہ میں ڈال لیں۔ اراکین دربار غش کرنے لگے۔ اور بادشاہ کو طیش آگیا۔ لیکن شاہ جی اور مرارپت نے ان کو یہ بالک ہے۔ کہہ کر ٹال دیا۔

(۳)

دوستو! پتہ ہے یہ بالک کون؟ یہ ماتا کا دولارا بھارت جننی کا سپوت کون شیر ہے؟ یہ وہی رنبیر دلاور ہے۔ جسے پورانک منڈلی اوتار سمجھ کر پوجتی۔ جس کے نام پر آج ہزاروں نر ناری مرنے کو تیار ہیں۔ جس کا نام بھارت کے لئے بڑی عزت و فخر کا مقام ہے۔ اور جو برہمنوں کا سچا رکھشک گئوؤں کا سچا پالک۔ بھارت کا سچا سپوت **سیواجی مرہٹہ** تھا۔

(از آریہ گزٹ)

ولایت میں تبلیغ اسلام

جناب عبدالحی صاحب عرب ولایت سے لکھتے ہیں۔

گذشتہ دو ہفتہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے دو لیکچر تبدیل اسلام میں دیئے۔ جن میں حاضرین کی تعداد معقول تھی۔ ان ایک معزز خاتون بنام مسز ڈیزی راشر نے حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر قبول اسلام کیا۔

نومسلمہ کی پسندیدگی کے مطابق کہ اس کا نام لفظ سپرنگ کا ہم معنے ہو۔ اس کا نام بہار بیگم رکھا گیا۔ اس کے علاوہ ایک اور لیڈی بنام مس آسری مادلنگ جس کو قاضی صاحب اور مفتی صاحب ایک عرصے تبلیغ کر رہے تھے۔ حضرت افضل الرسل محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے نبی اللہ ہونے کا تحریری اقرار کر کے داخل مصدقین ہوئی۔

قاضی عبداللہ صاحب شمالی حصہ ملک میں تبلیغ کا حق ادا کر رہے ہیں۔

راقم بھی حسب فرصت اور موقعہ اپنے ہوٹل میں انگریزوں کو دین اسلام کی سچائی سنا دیتا ہے۔

وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم۔

پریس کمیونک

سکرٹری پنجاب پبلسٹی کمیٹی لاہور لکھتے ہیں لاہور کے شیعہ اخبار "ذوالفقار" کی اشاعت مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۱۸ء میں کربلا معلے نجف اشرف اور کاظمین و سامرہ میں عام قحط سالی کی خبر درج تھی۔ اس کے متعلق بذریعہ تار تحقیقات کی گئی ہے۔ اور معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ موسم خزاں میں ۱۹۱۶ء کی بدفعلی کے باعث اور اس لئے کہ ترکوں نے کاشتکاروں کو کسی قسم کی مدد نہ دی۔ اس علاقہ میں شدید قحط پڑ گیا تھا۔ ان حالات میں برطانوی حکومت نے فوراً یہ معاملہ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور پوران نہریں صاف کی گئیں۔ نئی نہریں کھودی گئیں۔ بیج اور تقاوی کاشتکاروں کو تقسیم کئے گئے۔ اور حکومت کی طرف سے اراضی زیر کاشت میں گراں قدر اضافہ کیا گیا۔

بغداد کاظمین و سامرہ وغیرہ میں جہاں کہیں خوراک کی کمی خصوصیت سے پائی گئی ہندوستان سے غلہ بھیجا گیا۔ چنانچہ ۱۹۱۸ء کے پہلے چھ ماہ میں ہی سلطنت ہند نے پچاس ہزار ٹن اناج کے لیجانے کا حکم دیا۔ جو تمام کا تمام شہری آبادی کے استعمال کے لئے تھا۔ امدادی احکام پر اکتوبر ۱۹۱۷ء سے زور سے عمل ہو رہا ہے۔ اور کوئی اموات محض فاقہ زدگی سے وقوع میں نہیں آئیں۔ ہر ایک بالغ مرد و عورت کیلئے وسیع مزدوری کی گنجائش ہے۔ اور رعایا کی عام حالت جنگ سے پیشتر کی نسبت بہتر ہے۔ موجودہ فصل خصوصیت سے عمدہ ہے۔

ایک چیلنج

بہ گذشتہ سے پیوستہ :-

مجددین کے آمد کی دوسری وجہ اس اُمتِ مرحومہ میں

مبعوث کئے جانے کا دوسرا سبب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے اسلام کو دنیا کی تمام قوموں کیلئے ایک عام اور کامل مذہب تا قیام قیامت قرار دیدیا۔ اور دوسرے کوئی نئے یا پرانے مذہب کی ضرورت ہی باقی نہ رکھی۔ مگر چونکہ اس امت میں جو فساد اور ضعف اعتقاد کا پیدا ہونا بوجہ استداد زمانہ کے ممکن تھا اس لئے اس کے دور کرنے کے لئے مجدد دین کی ضرورت تا قیامت باقی رہی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص مصلح مبعوث کرنے کا سلسلہ ہر صدی میں جاری رکھا ہے کیونکہ گو اسلام کے تمام فرقے زبانی خدا اور اس کے رسول کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور کلمہ گو کہلاتے ہیں۔ مگر پھر بھی اُن کے درمیان آپس میں اسقدر اختلاف بڑھ گیا ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کو کافر اور مشرک کہتے ہیں۔ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا بھی جائز نہیں سمجھتے۔ جیسے کہ شیعہ و سنی۔ مقلد و غیر مقلد وغیرہ فرقوں کے درمیان ہمیشہ کا مشاہدہ ہے۔ اور جب مسلمانوں کو یہ بھی جتلا دیا گیا ہے۔ کہ اسلام میں ایک کے سوا باقی تمام فرقے جہنمی ہیں۔ تو ایک حق کا طالب کس طرح ناجی فرقہ کو شناخت کر سکے اور اپنے آپ کو اسمیں شریک رکھنے کی کوشش کرے مثلاً کسی غیر مسلم پر یہ بات کھل جائے۔ کہ جب تک وہ اسلام نہ قبول کرے گا۔ اس کی نجات نہ ہوگی اور جب وہ اسلام میں آئے تو اب وہ کونسا فرقہ اختیار کرے؟ ہر ایک فرقے کے علماء وہی قرآن مجید و حدیث ماننے کا اقرار کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی آپس میں ایکدوسرے کی تردید کرتے ہوئے اپنا ہی فرقہ ناجی قرار دیتے ہیں۔ اسصورت میں وہ کس کو حق پر سمجھے اور کس کو باطل پر؟

اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے۔ خوب جانتا تھا۔ کہ علماء کہلانے والوں کے درمیان آپس میں بڑا اختلاف ہو جائیگا۔ اور حق کے طلبگاروں کو حق کے شناخت کرنے میں بڑے مشکلات پیش آوینگے اس لئے اس علیم و خبیر نے اسلام کے عظیم الشان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ یہ نشانی اعلان کرادی بیشک اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسا مصلح مبعوث کرے گا کہ جس کے ذریعہ سچا اسلام دنیا میں پھر قائم ہوگا۔ اور آئت استخلاف اس کی مضبوط اور مستحکم دلیل ہے۔

مگر جب کبھی ایسے مصلح کا ظہور ہوتا ہے۔ تو ابتدا میں اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کی اس سنت سے ناواقفی کیوجہ سے اور علماء کی ہٹ دھرمی کے سبب سے اسکی سخت مخالفت کرتے ہیں۔ مگر رفتہ رفتہ انہیں میں سے ایسے سعید فطرت لوگ جن کو آخرت کا خوف ہوتا ہے۔ اس کے دعوے اور دلائل اور تعلیم پر غور کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حق شناخت کر لیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مختلف فرقوں سے علیحدہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے مبعوث کئے ہوئے مصلح کی جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اور ایک حق جویوں کا مجمع جن کی نسبت ارشاد ہے۔ کہ ما انا علیہ واصحابی یعنی تہتروان فرقہ قائم ہو جاتا ہے۔ جو ناجی اور پسندیدہ حق ہے اور پھر وہ لوگ اس جماعت کے قولاً و فعلاً عمل کرنیوالے صادقین کی صحبت سے ایسے اثر یافتہ ہو جاتے ہیں۔ کہ وہ بھی کامل مومنین بنکر اپنے جان و مال کو اسلام کا اصلی چہرہ دنیا میں پیش کرنے کے لئے اسلام کے خادم بنجاتے ہیں۔ پس اس طرح سچا اسلام دنیا میں پھیلتا اور پھولتا چلا جاتا ہے۔ اور یہی فرقہ مجاھد فی دین الحق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت اسلام میں ۱۳ سو سال سے جاری ہے۔ اور پھر قیامت تک جاری رہے گی۔

اس صدی کا مجدد اعظم کون ہے

اب اس تمہید کے بعد سوال یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قدیمی سنت کے مطابق اس صدی کے شروع میں بھی کسی مصلح کا ظہور ہونا چاہیئے تھا۔ تو ہوا بھی ہے کہ نہیں اگر ہوا ہے۔ اور ہونا ضرور ہے تو پھر وہ کون اور کس رتبہ و شان کا ہے۔ اس کے جواب میں ہم بڑے زور سے اس بات کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ وہ عظیم الشان مصلح جس کو اللہ تعالیٰ نے اس صدی کے شروع میں مبعوث فرمایا وہ حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں اور برکتیں آپ پر اور آپ کے آل و اعوان پر ہوں۔ کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہدایت پا کر پہلا کام جو کیا وہ یہ تھا۔ کہ اسلام کی صداقت و عظمت دنیا کی تمام قوموں پر ثابت کرنے کے لئے ایک ایسی عظیم الشان کتاب تصنیف کی جو براہین احمدیہ کے نام سے مشہور و موسوم ہے۔ جس میں فضائل قرآنی و حقیقت نبوت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تعلیم اسلام کی خوبیاں ایسی عمدگی سے بیان فرمائیں کہ تا قیامت اسلام کی حجت دنیا کی تمام قوموں پر پوری ہو گئی اور ہزارہا اشتہار کے ذریعہ یہ بھی اعلان کر دیا کہ اگر کوئی شخص آپ کے دلائل توڑ دے یا اس کے مثل اپنے مذہب کی کتاب سے بتلائے یا اس کے نصف بلکہ چوتھائی حصہ ہی کو بتلا سکے تو اسکو دس ہزار روپے کا انعام دیا جائے گا۔ باوجود ایسے صاف و صریح انعامی اعلان کے کسی نے اس کے جواب دینے کی جرأت نہ کی جس سے مسلمانوں کو اسقدر خوشی حاصل ہوئی کہ وہ آپ کو بلا آپ کے دعوے کے اس صدی کا مجدد قرار دے کے آپ کی بیعت میں داخل ہونا چاہا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو اس وقت اہل حدیث فرقہ کے ایک معزز لیڈر بلکہ ایڈوکیٹ شمار کئے جاتے تھے۔ انہوں نے اس کتاب اور صاحب کتاب یعنے حضرت اقدس میرزا صاحب کی تعریف میں ایک پُر معنی ریویو لکھا ہے۔ جو اس کا یہاں بیان کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

چنانچہ وہ اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں لکھتے ہیں۔ کہ "اب ہم اس پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں اور اس کا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلبی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے۔ جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم از کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں کسی فرقہ نے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہمو سماج سے اس زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ نصرت حالی کا بیڑا اٹھا لیا ہو۔ اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ اور مشاہدہ کا غیر اقوام کو مزا بھی چکھا دیا ہو الخ

مگر افسوس ہے کہ ایسی تعریف و توصیف کرنیوالا انسان جو بار بار یہ لکھتا ہے کہ ہم مبالغہ کہتا ہوں اور بلکہ یہ ایشیائی جھوٹ نہیں مگر چند ہی دنوں کے بعد جبکہ حضرت اقدس میرزا صاحب نے اللہ

تعالےٰ کیطرف سے الہام پاکے مسیح موعود و مہدی مسعود ہونے کا دعوےٰ کیا۔ تو یہی مولوی صاحب نے آپ پر کفر کا فتوے لگا دیا اور اسی کورانہ تقلید میں اکثر مسلمانوں کا یہی کہنا ہے کہ اسمیں کلام نہیں کہ میرزا صاحب بڑے مقدس و ولی و امام ہیں اور ہم ان کو مجدد بھی مانتے ہیں لیکن آپ کے مسیح موعود و مہدی مسعود ہونے کے دعویٰ کو ہم نہیں مان سکتے۔ ان لوگوں کا یہ عجیب خیال ہے۔ کہ اگر کوئی شخص مجدد و ولی و مقدس و امام بھی ہو اور پھر وہ بیدھڑک جھوٹ بھی بولے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مجدد کی یہ اچھی تعریف ہے کہ وہ لوگوں کی رہنمائی کے لیئے دینی خدمت بجا لاکر اور پھر انہیں کو گمراہ کرنے کیلئے جھوٹ بھی بولا کرے اور پھر وہ مجدد بھی کہلا سکتا ہے۔ اس قسم کے لوگ تو اس زمانہ میں صدہا ہیں لیکن ہم انکو کیا کریں۔

یاد رکھو کہ صدی کا مجدد جس کو خدا تعالےٰ ایک سو سال کے بعد سچا اسلام آشکار کرنے کے لیے خاص طور پر مبعوث کرتا ہے۔ وہ ہرگز جھوٹے دعوے نہیں کرتا۔ بلکہ جھوٹ تو اسکے نزدیک شرک ہے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کا خاص مصلح ہوتا ہے۔ استخلاف والی آیت اور مجدد والی حدیث کے الفاظ سے ہی اس بات کا کافی ثبوت پایا جاتا ہے۔ اور اس کی بعثت کی یہی غرض ہوتی ہے۔ کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کے جن غلط خیالات و گمراہی سے دین کی خرابی ہوتی ہو وہ ان پر کھول دیئے جائیں تا دنیا میں پھر سچے اسلام کی شکل نظر آئے اس زمانہ میں اسلام پر بیرونی حملوں کا بڑا زور تھا۔ خصوصاً پادریوں کیطرف سے اور خود مسلمان ایسے غلط خیالات میں مبتلا تھے کہ جس کی وجہ سے ان کی اور تائید ہوتی تھی اس لیئے وہ لوگ خود مسلمانوں کے ذریعہ عیسیٰ علیہ السلام کا درجہ دنیا کے تمام انبیاء سے افضل ہونا بہت آسانی سے ثابت کرتے ہیں۔

عیسائی تو کھلم کھلا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا منواتے ہیں۔ اور ان کے مرد اور عورتیں رات دن دنیا کے ہر ایک حصہ میں حتیٰ کہ ہندوستان کے چھوٹے چھوٹے قصبہ و دیہات میں یہی غلط عقیدہ پھیلانیکی بڑی کوشش کرتے ہیں۔ اور ان کو اس کام میں یورپ و امریکہ سے کروڑہا روپیہ کی امداد ملتی ہے۔ وہ لوگ شاید اصل حقیقت سے واقف نہیں اس لیئے نیک کام سمجھکر مدد کرتے ہونگے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان کا درجہ حد سے بڑھا دینا اور بلکہ خدا یا خدا کا بیٹا قرار دینا ایسا برا ہے

KHILAFAT LIBRARY

جیسے کہ خداوند تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ع سورہ مریم۔

گو مسلمان ہرگز عیسےٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا نہیں مانتے مگر پھر بھی غلط فہمی سے ان کی نسبت ایسے ایسے غلط اعتقاد رکھتے ہیں کہ جس کی باعث خدائے تعالےٰ کی بعض صفات میں ان کا شریک ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور اسکی وجہ سے عیسےٰ علیہ السلام تمام انبیاء میں وحدہٗ لاشریک ثابت ہوتے ہیں۔ پس اسی باعث لاکھوں مسلمان عیسائی ہو گئے۔ اور بلکہ ابھی کا پیشہ اختیار کر کے اسلام کی خرابی کر رہے ہیں۔

اس زمانہ کے مصلح کا نام مسیح موعود کیوں رکھا گیا

اللہ تعالےٰ نے اس زمانے کے اپنے خاص مصلح کو اس لیئے مبعوث کیا۔ کہ اس کے ذریعہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق جو غلط عقائد خواہ وہ عیسائیوں میں ہوں یا مسلمانوں میں یا یہودیوں میں غرض کہ ان کی نسبت جس قدر غلط عقائد ہیں وہ دور کیئے جائیں۔ اسی لیئے اس زمانہ کے مصلح کا نام مسیح موعود رکھا گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مسیح موعود کے متعلق یہی فرمایا تھا۔ کہ جب وہ نازل ہوگا۔ تو وہ صلیب کو توڑے گا۔ اس لیئے اس زمانہ کا مصلح اپنے آخری دم تک صلیبی مذہب کو توڑتا رہا۔ اور یہی سبب تھا کہ حضرت اقدس میرزا صاحب حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کے لئے جیسا کہ ثابت ہے۔ بہت زور دیا کرتے تھے۔ اور اسطرح وہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے غلط عقائد کی اصلاح فرماتے تھے۔ کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ یہی عقیدہ تمام فتنے کی اصل جڑ ہے۔ جو کٹ جانے سے تمام باتوں کا فیصلہ ایک ہی دم میں ہو جائیگا۔ وہ اسطرح کہ جب عیسائی قوم پر یہ کھل جائے کہ وہ جسکو خدا سمجھتے ہیں ایک انسان کیطرح طبعی موت سے فوت ہو گئے۔ تو ان کا خدا ہونا غلط ہے کیونکہ خدا تو کبھی مرتا ہی نہیں۔ دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ان کے کفارے کا مذہب بھی باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب عیسےٰ علیہ السلام طبعی موت سے فوت ہو گئے تو ان کا خدا کا بیٹا ہو کے دنیا کے تمام انسانوں کے گناہ بخشانے کے لئے صلیب پر مارے جانا غلط ثابت ہوا۔ اس طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہونے سے عیسائی قوم کے دو زبردست عقیدے جڑ سے کٹ جاتے ہیں۔ جس کے سبب ان کا سارا مذہب باطل ہو جاتا ہے۔ اور انپر اسلام کی صداقت فوراً کھل جاتی ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کی ایسی عظیم الشان فتح کی راہ میں بڑی روکیں ڈالیں اور عیسائی قوم کے ان عقائد کی تائید کی یعنی اس طرح سے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنیوالے شخص کو تو جھوٹا کہا اور اسکے برخلاف یہ کہا کہ بیشک وہ آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور تا قیامت زندہ رہیں گے اور وہی ہمارے مسیح موعود ہیں۔ اور اس کے خلاف کہنے والا کافر و دجال ہے اور اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ بہت ہی بڑے بڑے فتوے و تحریریں شائع کیں العیاذ باللہ اس مخالفت میں اسلام کے مختلف فرقوں کے موتبروں اور مشایخوں نے حصہ لیا۔ اگر یہ لوگ اسلام کے خیر خواہ ہوتے تو صبر سے کام لیتے۔ اور حضرت اقدس میرزا صاحب کے دعوے اور دلائل پر غور کرتے اور سوچتے کہ اس میں اسلام کی بھلائی ہے۔ یا برائی افسوس کہ انہوں نے بڑی جلدی سے بدظنی کی اور اس میں ترقی کرتے کرتے بڑی سخت مخالفت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب انکو حق کا قبول کرنا ایک موت ہے۔

عیسیٰ ابن مریم ایک نام کے دو شخص ہیں

حضرت اقدس میرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن شریف کے ۳۰ آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت کئے ہیں اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ بعد وفات کسی مردہ کا دنیا میں دوبارہ آنا از روئے قرآن و حدیث کے منع ہے۔ تو پس اس طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا بھی بعد وفات دوبارہ آنا منع ہے۔ کیونکہ قرآن میں ان کے لئے کوئی خصوصیت نہیں اور نہ کوئی استثناء ہے اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ منجملہ ۳۰ آیات کے یہاں چند آیات ضروری وفات عیسےٰ کے متعلق ذیل میں بیان کئے جائیں۔

(۱) مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ سورہ مائدہ ع یعنی عیسےٰ ابن مریم صرف ایک رسول ہیں بیشک اس کے پیشتر کے تمام رسول فوت ہو گئے۔ اگلے رسول انسان تھے (باقی آئندہ)

نور کی نادرک حالت کے متعلق کیا فرماتے ہیں دوست

۸۔ جناب منشی محمد حسین صاحب سب اور سیر ہری پور لکھتے ہیں۔ اخی المکرم جناب شیخ صاحب السلام علیکم۔ مزاج شریف۔ نوازشنامہ ملا۔ افسوس جماعت نے حقیقتاً اخبار نور کی خریداری میں بہت کم حصہ لیا ہے۔ انشاء اللہ تنخواہ کے وقت پر حسب توفیق عند اللہ مدد کرونگا۔ میرے پاس ایک درجن منشی ہیں۔ ان کی تنخواہ میں پانچ روپیہ کا اضافہ ہوا ہے۔ وہ شکرانہ کے طور پر چار روپیہ تبلیغ اسلام کے لئے روانہ کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی پرچہ کے خریدار بھی بننا چاہتے ہیں۔ براہ مہربانی پرچہ سال کے لئے ان کے نام حسب ذیل پتہ پر روانہ فرما دیں۔

دعاؤں میں عاجز کو بھی یاد فرما کر مشکور فرما دیں۔ اور حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں بھی درخواست دعا گذار کر ممنون فرما دیں۔ والسلام

خاکسار محمد حسین سب اور سیر ملٹری ورکس ہری پور ہزارہ

ورک منشی صاحب کا پتہ یہ ہے۔ منشی غلام محی الدین ملٹری ورکس

۹۔ جناب صوفی علی محمد صاحب فیروزپور سے لکھتے ہیں۔

مکرم بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اخبار نور میں آپکی اپیل پڑھ کر دل کو بہت افسوس ہوا کہ آپ کے اخبار کے متعلق جماعت کی اسقدر بے توجہی ہے۔ آپ دعا فرماویں۔ اللہ تعالےٰ چاہیگا۔ تو یہ مشکلات جلد حل ہو جاوینگی۔ اس اخبار کو پڑھ کر دو احباب کو اخبار کی خریداری کے متعلق ترغیب دی گئی جس کو انہوں نے بطیب خاطر منظور فرمایا۔ (۱) بابو محمد اسمٰعیل صاحب کلرک آرسنل معرفت احمدیہ لائبریری شہر فیروزپور (۲) شبیر حسین صاحب کلرک آرسنل معرفت احمدیہ لائبریری شہر فیروزپور۔ ان میں سے اول الذکر کے نام شروع جولائی میں اور موخر الذکر کے نام شروع اگست میں وی۔ پی ارسال فرما دیں۔

دعا کا محتاج خاکسار علی محمد کلرک آرسنل شہر فیروزپور

۱۰۔ جناب کبیر الدین احمد کبیر صاحب لکھنؤ سے لکھتے ہیں:۔

جناب نور والا گوہر رشک یوسف سلامت۔

السلام علیکم۔ ۱۷۔ جون ۱۹۱۸ء کو نور سامنے آیا۔ آپکی شکایت پڑھ کر از حد افسوس ہوا۔ جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ سب کے سب اس پرچہ کے خریدار ہو جاویں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شرائط بیعت کو پڑھ کر چاہیئے۔ کہ نور کی امداد کریں۔ تاکہ اللہ کریم آپ سب صاحبان کو دنیا میں راحت کبیر اور عاقبت میں جنت کبیر عطا کرے۔

میں انشاء اللہ تعالےٰ لنڈن و نٹ لوز والوں کو بھی نور کی خبر پہنچاؤں گا۔ پیسہ اخبار کی رسائے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے نور کی قدر کی اور کالم میں کچھ نہ کچھ لکھا۔ اب میں آپ سے پیٹنٹ Patent اقرار کرتا ہوں (ابھی تک آپ کا کوئی پیٹنٹ خریدار دفتر نور میں نہیں پہنچا۔ آپ اپنے خریداروں کو ایسا پیٹنٹ نہ کرائیں۔ کہ انہیں ہوا تک نہ لگنے پائیں۔ یاد رکھیں اگر آپ نے پچاس خریدار ایک ماہ کے اندر اندر نہ دیئے تو حافظ شیرازی کے مشہور شعر کا دوسرا مصرعہ بھی آپ پر جڑ دیا جائیگا) کہ اس ماہ میں پچاس خریدار نقد نور کے بناؤں گا۔ دعا کرنا۔ ماسوا اس کے آپ بھی جلسہ احمدیہ کانپور میں تشریف لاویں۔ کہ عنقریب ہونے والا ہے۔ آپ کا کام یہاں خوب ہوگا۔ اور خریدار بنائے جائینگے۔ اور جملہ کتابیں اپنے ہمراہ لاویں کہ وہ فروخت ہونگی۔ خط میرا نور میں ہو بہو شائع فرما دیں۔

۱۱۔ میرے مکرم معظم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ واضح ہو کہ آپ کا وہ مضمون پڑھ کر بندہ کو از حد صدمہ پہنچا جس کا مضمون یہ تھا کہ دو تین اخبار کے وی۔ پی سے پیشتر اخبار کی وصول باقی واپس۔ افسوس ایسے دوستوں پر جنہوں نے آپ کی قدر نہ کی۔ اللہ تعالےٰ ان کو توفیق دے۔ تاکہ تمہارا ہاتھ بٹائیں۔ دیگر ایک وی۔ پی اخبار پتہ حضرت عبدالواحد حلوائی احمدی کے اور نیز یہ کتابیں ..... بذریعہ وی۔ پی بھجدیں آپکا پرانا خادم عبدالواحد حلوائی ازگوجرہ ضلع لائلپور۔

۱۲۔ جناب شیخ محمد یوسف صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کارڈ آنجناب کا شرف صدور لایا بتمط ہذا کو پڑھ کر جو کچھ میرے دل کو صدمہ ہوا۔ اس کا اندازہ میرا دل ہی جانتا ہے۔ اور دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کو خوش و خرم رکھے۔ اور آپ کی مشکلات کو دور کرے۔ اور دینی کام کی توفیق دے۔ میں ایک کم وسعت آدمی ہوں صرف عام امداد میں نور پر جناب کو دے سکتا ہوں اور عمدہ کی کتابیں جناب وی۔ پی کر کے ارسال کر دیں جناب عالی یہاں پر عرصہ پندرہ سولہ سال کا ہوا کوئی مبلغ نہیں۔ اور احمدیت روز بروز سست ہوتی جاتی ہے۔ دعا فرماویں۔ اللہ تعالےٰ استقامت عطا فرماویں +

۱۳۔ جناب غلام حیدر خانصاحب پنشنر تحصیلدار راولپنڈی سے تحریر فرماتے ہیں:۔ آپ کی اپیل پڑھ کر افسوس ہوا۔ آپ کا پرچہ اسقدر مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔ اور اسقدر خوبیاں جو آپ کے پرچہ میں پائی جاتی ہیں پھر کیوں اس کی اشاعت اسقدر کم ہے۔ میرے جن کتابوں پر نشان لگا دیا ہے۔ وہ بذریعہ وی پی بھجدیں اس سے کیا امداد ہو سکتی ہے۔ خیر کچھ تو ہونا چاہیئے +

۱۴۔ از تھانہ چنیوٹ ضلع جھنگ۔ اخویم برادرم پیر صاحب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا واحد شاہد ہے۔ کہ اس عاجز کو آپ سے اور آپ کے اخبار نور کو کاروائی تبلیغ اسلام سے خاص ہمدردی ہے۔ مگر ضروریات نے مجبور کر رکھا ہے۔ تاہم ملاحظہ اخبار نور جلد نمبر ۱۷ مورخہ ۷ جون ۱۹۱۸ء سے دل پارہ پارہ ہو گیا ہے۔ میں تنخواہ کے موقعہ پر انشاء اللہ القدیر مبلغ ۵۰ روپیہ آپ کی امداد کے واسطے ارسال خدمت کرونگا خواہ آپ کسی کے نام سفت اخبار جاری فرما دیں خواہ کس طرح صرف میں لاویں۔ یہ آپ کا اختیار ہوگا۔ امید ہے میرے دوسرے برادران اس کار خیر میں ضرور امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں گے۔ دلی دعا ہے کہ خداوند کریم جل شانہ آپ کو ان مشکلات میں کامیاب فرما دے۔ تاکہ دل کھولکر تبلیغ میں مصروف ہوں۔

حسن خاں ہیڈ کانسٹبل احمدی

۱۵۔ آپ کی دردناک اپیل ناقدرشناس کو ملی۔ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے آپکی مدد کرے۔ میرے نام پر کسی کاغذ کا ایک پرزہ تین روپیہ کے بے وی پی کریں۔ اور ان کے بدلے جتنی کتابیں آپ مناسب سمجھیں اپنے دفتر سے منگوا کر ہندوؤں میں تقسیم کریں +

شادی دلاور خاں کلرک آرکیالوجی۔ پشاور +

۱۶۔ نور کے تازہ پرچہ کے پڑھنے سے احباب کی بے توجہی اور بے التفاتی کی وجہ سے ایسے مجاہد پرچہ کی جان کے لالے پڑ جانے کی خبر سے از حد صدمہ ہوا۔ درد دل سے دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ دوستوں کے قلوب میں نور کی امداد کی تحریک پیدا کرے۔ اور وہ فوری توجہ سے اس کے پورے پورے مدد اور معاون بنکر اٹھ کھڑے ہوں۔ میں ایک ایسی جگہ ہوں کہ اگر ہزار کوشش بھی کروں تو بھی ایک خریدار بھی پیدا ہونا مشکل تو بجائے خود بلکہ ناممکن ہے۔ اور میری اپنی یہ حالت ہے۔ کہ عرصہ سے ایک ناقابل برداشت دام سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ دعا فرماویں مجھ سے صرف اتنا بعد مشکل ہو سکتا ہے۔ کہ آپ سے چند کتب بذریعہ وی پی طلب کروں۔ سو التجا ہے کہ براہ مہربانی کتب ذیل کی ایک ایک جلد بذریعہ وی پی بھیجکر مشکور فرما دیں۔ الراقم عبدالرحمن احمدی سکول ماسٹر مینگتر ضلع لورالائی۔ بلوچستان۔ 30/6/18

جو دوستوں کے اور خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ وہ آئندہ اشو میں درج کئے جائیں گے +